دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری ؟

(شیخ راحیل احمد ۔ جرمنی)

مرزا غلام احمد قادیانی بھی بڑے علیحدہ قسم کے انسان (؟) تھے۔ مرگی اور مالیخولیا کے مریض تھے۔ جب انکو مالیخولیا کا زوردار حملہ ہوتا تو وہ سمجھتے کہ ان پر وحی نازل ہو رہی ہے اور جب مرگی کا دورہ پڑتا تو سوادی بخارات اٹھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خیالات انکا الہام کہلاتے۔ لیکن الہام کونسا ہے اور وحی کونسی، اسکا فیصلہ جماعت کے بڑے بڑے بزرجمہر تو دور کی بات ہے، انکی اولاد بھی جو انکے بعد اب تک انکی گدی پر بیٹھی ہے نہیں کرسکتی۔ اسلئے الہامات اور وحیوں کو ایک ہی تھیلے میں ڈال کر اسکو جماعت نے "تذکرہ" کے نام سے شائع کردیا ہے۔ اور اسمیں جو کچھ درج ہے وہ مرزا صاحب کے بقول قرآن کے برابر ہے (نعوذ باللہ)۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تفنن طبع کی خاطر اسکو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہوں، لیکن جب قادیانی تھا تو، جب کبھی جماعت کی قیادت کسی الہام کا پروپیگنڈہ کرتی تھی تو ایسے مواقع پر بھی شاذونادر ہی اس کتاب کو دیکھا تھا۔ اس "تذکرہ" میں مرزا صاحب کے ایک الہام/وحی پر نظر پڑی کہ، **"دیکھو کیا کھتی ھے تصویر تمھاری"**۔ دل میں اللہ نے ڈالا کہ چلو مرزا صاحب کی تصویر ہی دیکھیں، اور خاکسار کو جو ۳ ڈی (3 D) تصویر نظر آئی وہ آپکو بھی دکھا رہا ہوں، یہ تصویر مرزا صاحب کی اولاد، انکے حواریوں اور جماعت کی شائع شدہ کتابوں سے اخذ کرکے پیش کی جارہی ہے۔ یہ فقیر در مصطفیٰ اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ مرزا صاحب کی تصویر سو فیصدی مکمل پیش کررہا ہے، کیونکہ مرزا صاحب کی شخصیت اور کام اتنے پہلو دار ہیں کہ سب کا ایک وقت میں احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ میرے جیسے ایک عام انسان کے لئے ناممکن ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب خود ساختہ مجدد تھے، مامور تھے، مثیل مسیح تھے، مسیح موعود تھے، مسیح سے افضل تھے، نبی تھے، خاتم الخلفاء تھے، خاتم الانبیاء تھے، اور امین الملک جے سنگھ بہادر تھے، مرلی دھر تھے [یہ کرشن اوتار کا لقب تھا، اور وہ کرشن اوتار ہونے کے بھی دعوے دار تھے]، یہ تو انکے اپنے بارے میں دعوے تھے، اور مخالفین کی نظر میں وہ کیا تھے، اگر اسکا نہ بھی ذکر کریں، صرف انکے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے اور ان کی تعلیم و تربیت سے گزرنے کے بعد علیحدہ ہونے والوں کے خیالات بھی ایک لمبی فرد جرم سے کم نہیں، مثلاً خوشامدی، کاسہ لیس، موقع پرست، خائن، جھوٹے، بدزبان، زانی، تو معمولی تمغے ہیں جب انکی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اس سے کہیں آگے ہیں۔ اور اپنی تعریف میں اپنے کو کبھی انسانوں کی جائے عار، کرم خاکی ہونے سے انکار، آدم زاد ہونے سے انکار، کبھی نامرد بھی کہتے تھے۔ میں آپکا تمہید میں زیادہ وقت نہیں لیتا، اب اصل موضوع پر آتا ہوں۔

پیدائش :۔ مرزا صاحب کا خیال ہے کہ وہ توام پیدا ہوئے۔ لکھتے ہیں کہ پہلے انکی بہن جنت نکلی اور پھر اسکے پیروں کے ساتھ انکا سر ملا ہوا یہ نکلے۔ مولانا رفیق دلاوری مؤلف "رئیس قادیان" کا خیال ہے کہ توام پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے یہ بات خود گھڑی ہے۔ میرے خیال میں رئیس قادیان کے مصنف حق پر ہیں، مرزا صاحب جب اپنے خاتم الخلفاء ہونے کے ثبوت ڈھونڈ رہے تھے، اسوقت انکی نظر حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک پیشنگوئی پر پڑی کہ وہ بچہ چین میں پیدا ہوگا، اور توام ہوگا، مرزا صاحب نے اس روایت کی باقی تمام باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے کو مغل ہونے کی وجہ سے چینی النسل قرار دیکر اپنے کو اس پیشگوئی کا مراد قرار دے لیا، اسوقت پہلی بار مرزا صاحب کی تحریروں میں اپنے توام پیدا ہونے کا ذکر ہوا اس سے قبل ۵۵ سال کی عمر تک نہ تو ان کے خاندان نے اور نہ ہی مرزا صاحب نے خود اپنے توام ہونے کا ذکر کیا۔ پھر مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ انکے پاس دائی کی تحریری شہادت موجود ہے لیکن وہ شہادت نہ اسوقت اور نہ ہی اسکے بعد کبھی سامنے لائی گئی۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے، لیکن انکے بیٹے کے دلائل سنیں تو لگتا ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ اب اللہ جانے کے مرزا صاحب کو صحیح پتہ ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے، یا انکے بیٹے کو صحیح پتہ ہے کہ اسکا باپ کب پیدا ہوا؟

بچپن :۔ مرزا صاحب بچپن میں سیندھی کہلاتے تھے اور ہندو سوندی کہتے تھے بعد میں پتہ نہیں کب مرزا غلام احمد بنے یا کس نے انکا یہ نام رکھا۔ بچپن انکا زیادہ تر ننہیال میں گزرا، جہاں چڑیوں کو پکڑ کر سرکنڈے سے ذبح کردیا کرتے تھے [اور بڑے ہوکر لوگوں کا ایمان ذبح کرتے رہے]۔ اور جب قادیان میں ہوتے تھے تو قادیان کی ڈھاب میں [جہاں سارے قصبے اور بارش کا گندہ پانی اکٹھا ہوتا تھا] نہایا کرتے تھے۔ اور ایک مرتبہ وہاں ڈوبتے ڈوبتے بچے، جس نے انکو بچایا اس نے لاکھوں انسانوں پر ظلم کیا کہ انکے دعووں کی وجہ سے لاکھوں انسان صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اسکو اس وقت یہ علم ہوتا تو وہ مرزا صاحب کو ڈوبنے سے نہ بچاتا!

خاندان :۔ مرزا صاحب اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں کہ انکی نسلیں ہیں بے شمار، اگر آپکے سامنے یہ بات کوئی اپنے بارے میں کہے تو آپ اسکو کیا کہیں گے؟ اپنی سوانح میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ انکے بزرگ سمرقند سے ہندوستان میں آئے تھے اور وہ مغل برلاس ہیں۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ انکو اللہ نے الہاماً بتایا کہ انکی قوم مغل ہے نہ فارسی، اسلئے وہ فارسی النسل ہیں لیکن اللہ انکو یہ بتانا بھول گیا کہ وہ مغلوں کی اولاد ہوتے ہوئے بھی مغل سے فارسی النسل کیسے بنے؟ پھر اسکے بعد فاطمی ہونے کا دعویٰ بھی ہے، اور

ساتھ میں انکو اسرائیلی پیوند بھی لگا ہوا ہے، یہ نصف فاطمی اور نصف اسرائیلی پیوند کیسے اور کب لگے، اسکے بارے میں بات اسی طرح مشکوک ہے جیسے کہ فارسی النسل کیسے بنے۔ اور اگر یہ دونوں نصف نصف ہیں تو باقی پیوندوں نے اپنی جگہ کیسے بنائی؟ پھر چینی النسل ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اور ہاں سیدوں کے داماد ہونے کی وجہ سے سید بھی ہیں۔ اب مرزا صاحب نے اتنے آپشن آپکو اپنے خاندان کے دے دئے ہیں، جو آپکا دل آئے سمجھ لیں۔ یا پھر تحقیق کرتے رہیں کہ کس خاندان سے ہے تعلق مرزا قادیانی کا؟ صحیح جواب پانے والے کو انعام۔

شکل وصورت :۔ اصل میں شکل وصورت، ناک ونقشہ اللہ تعالےٰ کی دین ہے جسکو چاہے جیسا بنا دے، لیکن مرزا صاحب کی اپنی الہامی دعوت ہے کہ ''دیکھ کیا کہتی ہے تصویر تمہاری''، اس لئے ہم بلا تبصرہ جو نظر آ رہا ہے بیان کر دیتے ہیں۔ تصویر دیکھیں تو حلیہ اور سٹائل سے سکھ نظر آتے ہیں۔ ناک نسبتاً موٹی اور موٹے ہونٹ، پچکے گال جو داڑھی کی وجہ سے اتنے نمایاں نظر نہیں آتے، ڈیڑھ آنکھ، چوڑا ماتھا، پتلی گردن۔ داڑھی نے انکے اصل حلیہ پر پردہ ڈال دیا، لیکن پھر بھی بہت کچھ کہتی ہے تصویر تمہاری مرزا صاحب۔

لباس :۔ پہلے جب تک باپ بھائی زندہ رہے پبلک میں کسی حد تک طریقے سے لباس پہنتے رہے۔ ان دونوں کے مرنے کے بعد مرزا صاحب نے صحیح طور پر مذہبی دکانداری شروع کی تو اسکے بعد دن بدن اپنا حلیہ مضحکہ خیز بناتے گئے۔ گرمیوں میں بھی واسکٹ اور کوٹ پہنتے، قمیض کے بٹن کوٹ میں کوٹ کے واسکٹ میں اور واسکٹ کے قمیض میں، اور بعض دفعہ اوپر کا بٹن نیچے لگا ہوتا، اور کوٹ یا واسکٹ کے کاج میں ایک بڑے سے رومال کا کونہ بندھا ہوتا، اس رومال کے ایک کونے میں کچھ پیسے بندھے ہوتے، اور دوسرے کونے میں ایک جیبی گھڑی بندھی ہوتی جو اکثر چابی نہ دینے کی وجہ سے بند رہتی، اور اگر مرزا صاحب خود ٹائم دیکھتے تو ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر ایک ایک ہندسہ گن کر ٹائم کا پتہ چلاتے، پہلے غرارہ بھی پہنا کرتے تھے لیکن پھر دوسری بیگم کے زور دینے پر شلوار پہننے لگے، ریشمی نالہ ہوتا تھا جسکے پھندنے کے ساتھ چابیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا، جو چلتے وقت چھنن چھنن کی آواز پیدا کرتا (ہوگا)۔ بائیں اور دائیں پاؤں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے، حتیٰ کہ بیگم دائیں بائیں کی تمیز کے لئے جوتوں پر نشان بھی لگا دیتی تھیں لیکن پھر بھی (جان بوجھ) کر دائیں بائیں پاؤں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ اوپر سے اگر انگریزی جوتی ہوتی تو غلط پہن کر کہتے کہ انگریزوں کی کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں لیکن اسکے باوجود انکی کاسہ لیسی کرتے رہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو انکی غلامی کی ترغیب دیتے رہے، انگریزی بوٹوں کی ایڑی بٹھا لیتے اور پھر جب انکے ساتھ چلتے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز پیدا ہوتی، اور اسطرح اور اس حلیہ میں قادیان کے بانکے کی بانکی ٹور دنیا دیکھتی۔

طریقہ واردات :۔ مذہبی دکانداری کے لئے بظاہر سادگی کافی ہوتی ہے لیکن مرزا صاحب بڑے پیمانے پر یہ کام کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے مسمریزم میں مہارت حاصل کی، اور مسمریزم کا اصول یہ ہے کہ جسکو آپ معمول بنانا چاہتے ہیں اس میں آپکے عمل کیلئے مزاحمت نہ پیدا ہو اور جب کوئی نیا آدمی آتا تو یہ دیکھتے ہی کہ جو آدمی بٹن نہیں صحیح بند کر سکتا، کپڑوں پر تیل لگا ہوا ہے اور بائیں پاؤں کا جوتا دائیں پاؤں میں اور دائیں کا بائیں پاؤں میں تو یقیناً سوچتا کہ اس سے کسی کو کیا خطرہ ہونا ہے اور مرزا صاحب بھی شروع میں ایسی باتیں کرتے کہ وہ جی یا ہاں میں ہی جواب ہو اور اس طرح جب وہ لاپرواہ ہو جاتا اور مرزا صاحب کو بے ضرر سمجھتا تو مرزا صاحب کسی مناسب موقع پر اسکو اپنا معمول بنا کر مرید بنا لیتے جس سے وہ ساری زندگی لاشعوری طور پر مرزا صاحب کی ہر جائز ناجائز بات پر آمین کرتا رہتا۔ اور جو لوگ ظاہری حلیہ کے دھوکہ میں نہیں آتے اور محتاط رہتے اکثر مرزا صاحب کے ہاتھوں سے بچ کر نکل آتے۔

حیاء :۔ ''سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا جی'' اور ''تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی'' اور ''ذکر حبیب مصنفہ مفتی صادق'' سے ایسے واقعات کا پتہ چلتا ہے کہ ان کے گھر میں ملازمائیں یا رہنے والی مختلف عورتیں انکے سامنے انکی موجودگی میں کپڑے اتارے اور نہانے بیٹھ گئیں یا نہا کر ننگی ہی سامنے سے گزر کر کپڑے اٹھانے گئیں اور مرزا صاحب وہیں بیٹھے رہے اور کسی کو نہ ٹوکا نہ روکا، اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی روایت ملتی ہے کہ مرزا صاحب نے یا انکے اہل خانہ نے اسکی مذمت کی ہو یا ان ملازماؤں کو فارغ کر دیا ہو۔ کیا ایک عام حیادار آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے؟ کہا گیا کہ وہ دیوانی تھیں، لیکن مرزا صاحب تو فرزانے تھے یہ کیوں نہ اٹھ گئے؟ اگر ملازم کو پتہ ہو کہ اسکا مالک حیادار ہے تو وہ اسکی موجودگی میں تو بہت دور کی بات ہے، غیر موجودگی میں بھی ایسی حرکت کی جرأت نہیں کرتا، اگر کہیں کہ گھر میں اور بھی عورتیں تھیں، تو کیا عورت کا عورت سے حیا کا پردہ نہیں ہوتا؟ اور پھر عورت بڑی بے تکلفی سے کہہ رہی ہے کہ ''اونہوں کجھ دیدا ای نہیں''، اسکا مطلب ہے کہ پہلے بھی تجربے ہوتے رہے ہیں۔ یہ اتفاق سے کسی ایسی عورت یا عورتوں کی نظر میں بات آ گئی تو باہر بھی نکل آئی۔ ایک سوال یہاں یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسے واقعات ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوئے، کم از دو تین کتابوں میں یہ روایتیں ایسی ملتی ہیں، ممکن ہے کہ انکی بیگم کے ایما اور رضامندی سے ان ''دیوانی عورتوں'' نے یہ حرکات کی ہوں؟ مرزا صاحب کے جذبات کو ''تحریک جدید'' دینے کے لئے؟ کیونکہ مرزا صاحب نے کئی جگہ اپنے نامرد ہونے اور قوت باہ کی دوائیاں متواتر استعمال کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ کیا مجدد، نبی ورسول کے دعویدار کا کردار ایسا ہی ہوتا

ہے؟

صفائی : بچپن میں قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے گاؤں کا بارش کا پانی اکٹھا ہوتا تیرتے رہتے حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب کے ایک بار ڈوبنے لگے تھے کہ کسی راہگیر نے انکو بچایا، کاش اسوقت ڈوب جاتے تو بعد میں لاکھوں کا ایمان نہ ڈوبتا۔ مرزا صاحب ایک طرف تو اپنے گھر کی صفائی کا اتنا خیال کرتے کہ طاعون کے دنوں میں نالیوں میں خود فینائل ڈالتے، اور انکو یہ بھی پتہ ہوتا تھا کہ بھنگن نے گند کہاں سے اٹھایا ہے اور کہاں سے نہیں، اس قسم کا واقعہ سیرت المہدی میں درج ہے، لیکن دوسری طرف رات سوتے وقت دن والے کپڑے، پگڑی وغیرہ اتار کر تکئے کے نیچے رکھ کر سوتے تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ صبح کے وقت کس طرح کچلے ہوئے اور سلوٹوں والے کپڑے ہوتے ہونگے، اور اس پر طرہ تماشہ یہ کہ جب سر کو تیل لگاتے تو داڑھی کو بھی تیل میں تر کرتے اور اسکے بعد سامنے سینے پر کوٹ / واسکٹ / قمیض، غرض جو بھی پہنا ہوتا اسپر ہاتھ الٹے سیدھے مَل کر کے تیل صاف کر لیتے۔ جب ایڑی بٹھائے جوتوں کے ساتھ ٹھپ ٹھپ چلتے تو گرد و غبار کے بادل اٹھتے اور انکے ساتھ دوسروں پر بھی وہ گرد و غبار پڑتا۔

خوش اخلاقی : مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی جواب میں بھی کسی کو گالی نہیں دی۔ لیکن دنیا مرزا صاحب کی اس بات پر پتہ نہیں کیوں یقین نہیں کرتی؟ میں دو تین مرزا صاحب کی تحریر کے نمونے پیش کر دیتا ہوں، فیصلہ قارئین کرام کر لیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟ [۱] ''سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے''۔ [۲] ''ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے''۔ [۳] ''مجھے ایک کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے، اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی''۔ [۴] ''تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اے حرامی لڑکے'' اسکے علاوہ جو صحابہؓ اور انبیاء کے بارے میں خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ لکھتے ہوئے قلم بھی کانپتا ہے۔

دوسرے مذاہب پر چیرہ دستیاں : مرزا صاحب کی چیرہ دستیوں سے کوئی نہیں بچا حتیٰ کہ انکے اپنے بیوی بچے بھی نہیں اور دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک نبی کی تحریر دیکھیں اور دعویٰ یہ ہے کہ میں خدا کی مرضی کے بغیر نہیں لکھتا، ایک دو نمونے حاضر خدمت ہیں، احمدیوا ایمان سے بتانا کہ کیا خدا کی مرضی کا کلام ہے یہ؟ [۱] ''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں''۔ [۲] ''چپکے چپکے حرام کروانا ۔ آریوں کا اصول بھاری ہے''۔ [۳] عیسائیت ایک بد بودار مذہب ہے''۔ [۴] یسوع (حضرت عیسیٰؑ) کی تین دادیاں اور نانیاں کنجریاں اور زنا کار تھیں''۔ اسکے علاوہ شاید ہی کوئی نبی اللہ بچا ہو جس کی مرزا صاحب نے توہین نہ کی ہو۔

سلطان القلم : مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے انکو الہاماً سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔ اب ایک آدھ مثال ذرا یہ بھی ہو جائے۔ [۱] ''جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر کہے کہ ثبوت دیکر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں''۔ [۲] ''بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط۔ یار کی اسکو آہ و زاری ہے''۔ کیا سلطان القلم ایسے گھٹیا فقرہ باز ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ بیشمار مثالیں ہیں اور اگر تحریر دیکھیں تو ہر صفحہ پر دس غلطیاں مل جائیں گی۔ لیکن اس آرٹیکل کا مقصد صرف مختصر طور پر ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری'' ہے۔

انسانیت : کئی واقعات ہیں لیکن بطور نمونہ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں مرزا صاحب کو گرم پانی سے استنجا کرنے کی عادت تھی، اور بیت الخلا میں جانے سے پہلے آواز دیا کرتے تھے کہ پانی رکھ دو، اور ایسا دن میں کئی کئی بار ہوتا تھا کہ مرزا صاحب بول و براز کے امراض خبیثہ میں گرفتار تھے، ایک بار کام کی زیادتی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ملازم بچی نسبتاً تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ گئی۔ مرزا صاحب باہر نکلے، اس ملازمہ کو بلایا اور بجائے اسکے کہ اسکو اخلاق سے پیار سے یا نرمی سے توجہ دلاتے، اسکو بلایا اور کہا کہ ہاتھ آگے کرو۔ اس نے ہاتھ آگے کیا تو گرم پانی کا وہ سارا لوٹا اسکے ہاتھ پر انڈیل دیا۔ کیا یہی کردار ہونا چاہیے رحمت اللعالمینؐ کے ظل کا؟ کیا مرزا صاحب ایسی انسانیت کے ساتھ واقعی محمدؐ ثانی ہو سکتے ہیں یا تھے؟ [نعوذ باللہ]

بیماریاں : مرزا صاحب کی بیشمار نسلوں کی طرح، بیماریاں بھی بے شمار تھیں۔ مستقل بیماریوں میں مرگی، مراق، ہسٹیریا، مالیخولیا، دوران سر، شوگر، پیشاب، اسہال، ریِنگن، خارش، نامردی تو ہر وقت اور ہر جگہ شامل حال تھیں، اور پھر کشتہ جات کے کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض، غرضیکہ مرزا صاحب کے بقول اکثر امراض خبیثہ نے انکے جسم میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ اور آخر میں وبائی ہیضہ یا طاعون سے چند گھنٹوں میں راہی ملک عدم ہوئے۔

دعوہ جات : مرزا صاحب کے دعویٰ جات جو اس فقیر درِ مصطفےٰ ﷺ نے ذاتی طور پر پڑھے ہیں وہ ایک سو (۱۰۰) سے بھی کہیں زیادہ ہیں، ایک بار ایک ذہنی مریض عورت کہیں دیکھی تھی، اس کا کام یہ تھا کہ جب بھی اسکو کپڑے کا کوئی ٹکڑا کہیں نظر آتا تھا اور اچھا لگتا تھا تو وہ اس ٹکڑے کو اپنے لباس کے ساتھ سی لیتی یا ٹانک لیتی تھی۔ یہی حال مرزا

صاحب کا تھا جو دعویٰ انکو پسند آ گیا وہ انہوں نے اپنے اوپر چسپاں کرلیا۔ اور یہ سفر مناظر اسلام سے شروع ہوا اور ملہمیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت، نبوت، رسالت، جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ سے ہوتا ہوا خدا کے بیٹے اور پھر خدائی تک پہنچا۔ وہاں سے لوٹ کر پھر ہندو مذہب کے اوتاروں اور دیوتاؤں کی طرف شروع کیا ابھی مرلی دھر یعنی کرشن اوتار تک ہی پہنچے تھے کہ ان کی زندگی ہی انکو دغا دے گئی، ورنہ امید واثق تھی کہ ہندوؤں کے خدا تک پہنچنے کے بعد افریقہ اور پھر جنوبی امریکہ وغیرہ کے مقدس ناموں کا استحصال کرتے، اور اسکے بعد آسٹریلیا وغیرہ کی باری آ جاتی۔ خدا انکی مغفرت نہ کرے، مرحوم عجب آزاد و مردم آزار مرد تھے۔

نشانات :۔ مرزا صاحب کے بقول کبھی انکے نشانات پچاس لاکھ تک جا پہنچتے ہیں اور کبھی تین لاکھ اور کبھی دس لاکھ، اور ساتھ یہ دعویٰ بھی ہے کہ کھلے کھلے نشانات کم از کم دس لاکھ ہیں اور جب نشانات لکھنے بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کتاب میں تین سو نشانات لکھوں گا اور دو سو نشانات لکھ کر ہی تھک جاتے ہیں اور معشوق کے نہ پورے ہونے والے وعدے کی طرح وعدہ کرتے ہیں کہ اگلی کتاب میں تین سو نشان لکھوں گا مگر مرد کا وعدہ ہوتو پورا ہو، یہ تو مرزا جی کا وعدہ تھا جو کبھی پورا نہ ہوا۔ مولانا منظور چنیوٹیؒ کے بقول اگر انکے ہر سانس کے علاوہ انکی خارج کی ہوئی ریح کو بھی مرزا صاحب کے نشانات میں شمار کرلیں تو پھر بھی پچاس لاکھ نشانات پورے نہیں ہوتے۔ مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال تھی، اب اس عمر پر انکی پیدائش سے لیکر وفات تک، پچاس لاکھ نشانات کو تقسیم کریں تو تقریباً ہر سات منٹ پر ایک نشان بنتا ہے، یعنی مرزا صاحب نے پیدا ہوتے ہی ہر ساتویں منٹ پر ایک نشان دکھانا / جننا شروع کر دیا تھا اور موت تک ہر سات منٹ پر ایک نشان دکھاتے گئے، اور وہ نشانات کہاں گئے؟ جس طرح مرزا صاحب نے عبدالحق اور اسکی بیوی کے بارے میں کہا تھا، انہی لفظوں میں ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کے اندر ہی اندر تحلیل ہو گئے یا رجعت قہقری کر کے سوادی بخارات بن کر انکے دماغ کو چڑھ گئے۔ آخر گھوم پھر کر روپیہ پیسہ، آنے کو نشانات قرار دینا شروع کیا مگر وہ بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ گنا سکے، کوئی چار آنے ملنے کا تھا، کوئی دس روپے ملنے کا تھا، کوئی بیس روپے ملنے کا تھا۔

نشانات کے گواہ :۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان نشانوں کے سب سے بڑے گواہ قادیان کے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت ہیں، کیا کہنے اس "اسلام کے پہلوان نبی" کے کہ اسکو گواہی کے لئے کوئی مسلمان نہیں ملا اور نہ ہی کوئی اہل کتاب ملا، ملے تو قادیان کے ساکنان ہندو! اور پھر جن کو یہ سب سے بڑا گواہ قرار دے رہے ہیں، انہی ہندوؤں کی گواہی کیا کہتی ہے؟ یہ بھی مرزا صاحب کی اپنی زبانی ہی سن لیجئے۔ قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورے سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔ اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے لوگ اسکا دھوکہ نہ کھاویں۔ مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے۔

مشہور پیشگوئیاں :۔ مشہور پیشگوئیاں جو کبھی پوری نہ ہوئیں، سب سے پہلی پیشگوئی ایک بابرکت لڑکا پیدا ہونے کی ہے، جسکو مرزا صاحب نے کئی بار دہرایا کسی بیٹے پر چسپاں کیا، کسی پر کہا کہ شاید یہی ہو اور پھر آخر کار اسکوا پنے چوتھے لڑکے پر چسپاں کر دیا لیکن وہ ۸۔۹ سال کی عمر میں مر گیا تو آخری بار اپنی موت سے چند مہینے قبل پھر اس پیشگوئی کو دہرایا۔ مرزا صاحب مرتے مر گئے مگر وہ بابرکت لڑکا نہ پیدا ہوا، اور مرزا صاحب کی موت کے بعد انکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سمیت بے شمار لوگوں نے اپنے آپ کو مرزا صاحب کا روحانی فرزند قرار دیکر اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی جرمنی میں مصلح موعود ہونے کے دعویدار عبدالغفار جنبہ ہیں اور فی نفسہ شریف آدمی ہیں لیکن وہ بھی اپنے نبی کی طرح مراق کا شکار ہیں شاید اسی وجہ سے انکی روایتی شرافت، دیانت اور وضع داری ان سے رخصت ہوتی جا رہی ہے اور وہ بھی اپنے نبی کی طرح **اوفو بعهد كم / لما تقولون مالا يفعلون** سے دامن چھڑا چکے ہیں۔ دوسرے لیکھرام کی پیشگوئی، جس کا اس کے مارے جانے کے بعد پہلے کسی قسم کی پیشگوئی کا انکار کیا گیا بعد میں معاملہ ٹھنڈا ہونے پر اسکی موت اپنی پیشگوئی کا نتیجہ قرار دے دی۔ تیسری پیشگوئی عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی ہے، جب پیشگوئی کی گئی تو کہا گیا کہ آتھم آج کی تاریخ سے پندرہ مہینہ کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب کا منہ کالا کیا جائے، انکے گلے میں رسہ ڈالکر انکو پھانسی دی جائے، لیکن وہ انکی تمام کوششوں حتیٰ کہ میعاد ختم ہونے کی آخری رات تک ٹونے ٹوٹکے کرنے کے باوجود آتھم نہ فوت ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ اس نے دل میں رجوع کر لیا تھا، سوال یہ ہے کہ اگر آپ اللہ کے نبی تھے اور اللہ نے آپ سے اسکی موت کا اعلان کرایا تھا تو اللہ نے مرزا صاحب کو ذلت سے بچانے کے لئے اسکا رجوع بھی علی الاعلان نہیں کروایا۔ اور پھر اسنے اپنا رجوع بھی تسلیم نہیں کیا لیکن اسکے بعد بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہا۔ چوتھی مشہور پیشگوئی مسمات محمدی بیگم ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکی سے شادی کی تھی اور اسکے لئے مرزا صاحب نے بڑے دعوے کئے لیکن خدا نے مرزا صاحب کو اس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح ذلیل کیا اور مرزا صاحب اس سے شادی کی حسرت ہی لئے راہی ملک عدم ہو گئے۔ بقول مرزا صاحب کے اسکے ساتھ انکا نکاح آسمان پر خود خدا نے پڑھا، لیکن دنیا نے دیکھا کہ وہ زمین پر خدا کی مرضی سے مرزا سلطان [سکنہ پٹی ضلع قصور] کے بیچ

جنتی رہی اور مرزا صاحب کی موت کے بھی چالیس سال بعد تک مرزا سلطان کے ساتھ ہنسی خوشی بسر کرتی رہی، باوجودیکہ مرزا صاحب نے الہاماً نکاح کے ڈھائی سال کے اندر مرزا سلطان کے مرنے کی پیشگوئی کرتے رہے بلکہ یہاں تک کہ موضع پٹی کے بارے میں بھی الہام جڑ دیا کہ ''پَٹی پُٹی گئی''۔ آج تک تو موضع پٹی سلامت ہے حالانکہ اس علاقہ میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہاں مستقبل میں ممکن ہے کہ موضع پَٹی کی کوئی سڑک برائے مرمت پُٹی جائے تو الفضل میں اسکی فوٹو لگا کر سرخی لگا دیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا الہام کس شان سے پورا ہوا کہ پَٹی پُٹی گئی اور نہ صرف پُٹی گئی بلکہ مرزا سلطان کے آبائی مکان کے سامنے پُٹی گئی اسکے علاوہ بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو آج بھی مرزا صاحب کو نبی ماننے والوں کے لئے شرمندگی کا باعث ہیں۔

کھڑاگ کیوں :۔ آدمی کے دل میں خیال آتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سارا کھڑاگ کیوں پھیلایا؟ اسکا واضح جواب مرزا صاحب کا ایک فقرہ دے دیتا ہے ''مجھے اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی''۔ اور پھر ساری عمر مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر جھولی پھیلا کر، اشاعت اسلام کے نام پر اکٹھے کئے ہوئے پیسے سے صرف اپنی رہن شدہ خاندانی جائداد ہی نہیں چھڑائی بلکہ اپنی اولاد کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر گئے آئندہ کے لئے مذہبی دکانداری کی لیکن انکی اولاد آج بھی چندے کا کشکول اٹھائے پھرتی ہے، کیوں نہ اٹھائیں، اسی چندے سے ارب پتی بنے ہیں۔ اور اس کے لئے مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر نہ صرف اپنی بے معنی اور تضاد سے بھرپور کتابیں ہی بیچیں اور کتابوں کے نام پر لوگوں کا ہزاروں روپیہ بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے بلکہ، زکوٰۃ، صدقات کے علاوہ رنڈیوں کے مال اور سود کو بھی اپنے لئے مباح کر گئے۔

وفات :۔ مرزا صاحب کا الہام تھا کہ خدا نے انکو کہا ہے کہ ''انکی عمر اسی (۸۰) برس یا دو چار سال کم یا زیادہ ہوگی'' اب اس الہام کو ہی دیکھ لیں کہ بقول مرزا صاحب کے قادر مطلق اور عالم الغیب خدا ان کو عمر کی خبر دے رہا ہے مگر بیچارے کو خود معلوم نہیں کہ وہ مرزا صاحب کو ۷۶/ ۷۷/ ۷۸/ ۷۹/ ۸۰/ ۸۱/ ۸۲/ ۸۳/ ۸۴ سال میں سے کتنی عمر دیگا، اس لئے وہ نو (۹) عدد چانس اپنے پاس رکھ رہا ہے تا کہ اگر ایک دو بار بھول جائے تو اگلا چانس استعمال کر لے۔ لیکن مرزا صاحب کا جھوٹا الہام خدا کو پسند نہیں آیا اور اس نے انکو ۶۸/ ۶۹ سال کی عمر میں ہی وفات دے دی۔ مرزا صاحب بقول انکے ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں ایک عدالت میں حلفی بیان بھی دیا کہ انکی عمر ساٹھ (۶۰) سال ہے۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو محمدی بیگم سے شادی کی حسرتوں کا جنازہ بھی ساتھ لیکر راہی ملک عدم ہوئے۔ **لیکن بات صرف اتنی** ہی نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کو اپنی وفات سے چودہ (۱۴) مہینے پہلے خط لکھا جس میں لکھا کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون یا کسی خبیث مرض سے مر جائے گا، اور مرزا صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں ہیضہ سے فوت ہوئے اور انکے ہونٹوں سے **جو آخری صاف الفاظ ادا ہوئے وہ یہ تھے کہ'' میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے''**۔ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نے چالیس سال کے بعد ۱۹۴۸ء میں بمقام سرگودھا، نارمل وفات پائی اور اپنی وفات سے پہلے کئی مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ **بات وفات کی** صرف یہاں ہی ختم نہیں ہوتی، بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، جو مرزا صاحب کے صحابی تھے لیکن مرزا صاحب کی حرکات دیکھنے کے بعد انکو چھوڑ گئے انہوں نے پیشگوئی کی کہ مرزا جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے کے اندر مر جائیگا۔ اسکے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ'' خدا نے اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے'' اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء۔ اب دیکھیں کہ اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد سے آٹھویں مہینے میں مرزا صاحب کو خدا نے جھوٹا کر کے موت دے دی کہ انہوں نے اللہ کے حوالے سے اپنی عمر کی تحدی کی تھی۔ **بات صرف یہیں** ہی ختم نہیں ہوتی، مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے کہا ہے کہ تو ایک دور کی نسل دیکھے گا، اب سوائے ایک پوتے کے (مرزا عزیز) وہ بھی اس بیٹے کی اولاد جسکو مرزا صاحب نے دشمن اسلام، دشمن دین، اپنے اوپر تلوار چلانے والا، دیوث (مرزا سلطان احمد کو) قرار دیکر عاق کر دیا تھا اور انکی زندگی میں وہ عاق ہی رہا، کے علاوہ مرزا صاحب کو پوتا اور دوہتا بھی دیکھنا خدا نے نصیب نہ کیا، باوجودیکہ اپنے لڑکوں کی ۱۲۔۱۳ سال کی عمر میں اور لڑکی کا ۹۔۱۰ کی عمر میں نکاح کر دیا تھا۔ اس نبوت کے جھوٹے دعوے دار نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا کہ اس نے وعدہ کیا ہے دور کی نسل دکھانے کا تو خدا نے دور تو کیا نزدیک کی نسل بھی نہ دکھائی۔ کیا اللہ تعالےٰ اسی طرح اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے؟ **بات ابھی اور بھی**

آ گے چلتی ہے، دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ''پیسہ'' کی ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں ایک صاحب کی پیشگوئی شائع ہوئی ''پیشگوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء، پنجاب میں اب کے طاعون کا پہلا جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی وشمالی میں بہت زیادہ زور ہوگا۔ دلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ انکو طاعون نہیں ہوسکتا، طاعون سے انتقال کریں گے''۔ جب مرزا صاحب کو یہ پڑھکر سنایا گیا تو مرزا صاحب نے کہا، ''یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جائیگی''۔ اور مرزا صاحب نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں کہا کہ وہ طاعون میں مبتلا ہوا اور چند گھنٹوں میں مر گیا، مرزا صاحب بھی شام کو سیر کر کے آئے اور رات کو بیمار ہوئے اور چند گھنٹوں میں ہی مر گئے، ممکن ہے کہ طاعون سے ہی مرے ہوں اور اسوقت اگر یہ خبر باہر نکلتی تو مرزا صاحب کا قائم کردہ مذہب ایک رات میں ہی ختم ہو جاتا، اس لئے ممکن ہے کہ خبر دبادی گئی ہو۔ لیکن ایک بات ہے کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے مطابق بھی ۱۹۰۸ء میں ہی مرے۔ یعنی مرزا صاحب خود تسلیم کر گئے کہ اگر وہ ان پیشگوئیوں کے نتیجے میں مرے تو سچائی ظاہر ہو جائیگی یعنی انکی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک ہو جائیگا۔ اور سچائی ظاہر ہوئی اور ڈنکے کی چوٹ ظاہر ہوئی اور مرزا جی کو تا قیامت جھوٹا قرار دے گئی۔ کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن یہ بھی کافی ہے ظاہر کرنے کے لئے ہ

''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری''۔

نوٹ: اس مضمون میں لکھے گئے حقائق کا حوالہ دیا جا سکتا ہے، صرف مضمون کو طوالت سے بچانے اور تسلسل قائم رکھنے کے لئے حوالہ جات نہیں دئے گئے۔